تار کا پتہ
الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵
قیمت فی پرچہ ۱ر

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

ایڈیٹر :- غلام نبی ✽ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان ✽

نمبر ۱۰	مورخہ ۷ر اگست ۱۹۲۳ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۱ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیریت ہیں

یکم اگست کو حضرت اُم المومنین رض نے نور ہسپتال میں زنانہ وارڈ کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔ دار الامان کی بہت سی مستورات اس موقع پر حاضر تھیں۔ حضرت ام المومنین رض نے دعا فرمائی۔ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی تیار کردہ شفا خانہ کی رپورٹ پڑھی گئی۔ خواتین نے چندہ لکھایا ✽

جناب سیٹھ قاسم علی صاحب و شیخ عبد الخالق صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے ہیں ✽

لائل پور میں عیسائیوں کو شکست فاش

آریوں کے متعلق کامیاب لکچر

(خاص تار بنام الفضل)

پریذیڈنٹ صاحب انجمن احمدیہ لائل پور

۳۰ جولائی۔ لائل پور کے مسلمانوں کا ایک جلسہ عام ۲۸ جولائی سے ۳۰ جولائی تک منعقد ہوا۔ لیکچرار احمدی مبلغ تھے۔ پہلے دن پادری عبد الحق صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے درمیان کفارہ کے مسئلہ پر بحث ہوئی۔ پادری صاحب کو بین شکست ہوئی۔ دوسرے دن الوہیت مسیح پر پادری صاحب سے شیخ عبد الخالق صاحب کی بحث ہوئی۔ پادری صاحب نے وقت ختم ہونے سے پہلے سٹیج کو چھوڑ دیا۔ اس سے تمام حاضرین پر ہمارے مبلغوں کا بہت اچھا اثر پڑا۔

آج عیسائی صاحبان مباحثہ کے لئے سامنے نہیں آئے۔ باوجود اس کے کہ تثلیث کے مسئلہ پر بحث ہونا قرار پاچکا تھا۔

آریوں کو عیسائیوں کے فرار کی وجہ سے مباحثہ کرنے کی قطعاً جرأت نہیں ہوئی ✽

۳۱ر جولائی۔ لائل پور کی مسلمان پبلک کا جلسہ جو ۲۹ر اور ۳۰ر جولائی کو منعقد ہوا۔ اس میں بروز اتوار میر قاسم علی صاحب احمدی کا لیکچر سوامی دیانند کی زندگی پر ہوا۔ اور دوسرے دن وید مکمل الہامی کتاب ہے یا قرآن کریم" پر کامیاب لیکچر ہوا۔ جس میں لائق لیکچرار نے بہت کامیابی کے ساتھ ثابت کیا کہ قرآن کریم ہی الہامی اور مکمل کتاب ہے۔ اور قرآن کریم ہی سچا صحیفہ ہے۔ جو کہ خدا کی طرف سے ہے۔

آریوں کا چیلنج گو جلسہ شروع ہونے سے بہت پہلے منظور کر لیا گیا تھا۔ لیکن آج بھی کوئی آریہ مباحثہ کے لئے سامنے نہ آیا۔

فتنہ ارتداد کے خلاف بھی لیکچر ہوگا۔ جس میں وہ طریق بتائے جائینگے۔ جو کامیابی کے لئے مسلمانوں کو اختیار کرنے چاہئیں (۲۷ جولائی کو یہ لیکچر نہایت کامیابی سے ہوا) ۔

آریہ سماج کے متعلق اٹاوہ میں زبردست تقریریں

۱۹ جولائی کی شب کو مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل کا ایک زبردست لیکچر بعنوان "اسلام اور دیگر مذاہب" اٹاوہ میں ہوا۔ بذریعہ مطبوعہ نوٹس سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ نے اعلان عام کر دیا تھا۔ جس میں لیکچر کے خاتمہ پر غیر مذاہب کے لوگوں کو سوال کرنے کی عام اجازت تھی۔ حاضرین کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔ جن میں سناتن دھرمی اور آریہ سماجی بھی بکثرت موجود تھے۔ لیکچر رات کے بارہ بجے ختم ہوا۔ آریوں نے لیکچر کے نوٹ لئے مگر کوئی سوال نہ کیا۔ دوسرے روز پھر اسی مقام پر لیکچر ہوا۔ اس روز حاضرین کی تعداد ڈھائی ہزار سے کسی طرح کم نہ ہو گی۔ لیکچر کے بعد باآواز بلند کہا گیا۔ کہ رفع شکوک کی اجازت ہے۔ اسپر چند آریوں نے سوالات کئے۔ جن کے مسکت جواب مولوی صاحب نے دیدئے۔ بعض نے حوالجات طلب کئے۔ جو اسی وقت دکھا دئے گئے ۔

دوسرے دن آریہ سماج کی طرف سے نوٹس پہنچا کہ مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب دیا جائیگا نیز کئی معزز مسلمانان شہر سکرٹری کے مکان پر آئے کہ مولوی صاحب ابھی ٹھہر جائیں۔ اگر مباحثہ قرار پائے۔ تو وہ مسلمانوں کی طرف سے پیش ہو سکیں۔ ۲۲ جولائی کو آریہ مندر میں پنڈت منوہر دت صاحب مولانا شمس کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اعتراضات کے ادٹ پٹانگ جواب دینے کے بعد ایک کتاب سے پڑھکر قرآن کریم پر اعتراضات کئے لیکچر کے خاتمہ پر مولوی صاحب نے دو ایک سوالوں کی تشریح چاہی۔ اور مطالبہ کیا کہ ان کو قرآن کریم سے ثابت کیا جائے۔ تاکہ ہم ان کے جواب کے ذمہ وار ہوں۔ اسوقت پنڈت مذکور اور تمام آریہ سماجیوں کی حیرانی قابل دید تھی۔ جن باتوں سے مولوی صاحب نے انکار کیا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی پنڈت صاحب قرآن شریف سے ثابت نہ کر سکے۔ اور سخت عاجز و لاچار ہو کر کہنے لگے۔ اب وقت ختم ہونے کو ہے۔ بلکہ ہو گیا ہے۔ اور ہم میں کوئی عربی دان نہیں ہے۔ ہم مباحثہ کے لئے کسی عربی دان پنڈت کو بلا لینگے۔ شرائط مباحثہ طے کر لی جائیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کیا آپ مجھ سے قرآن شریف پڑھنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے۔ تو معترض کیوں بنے۔ جب آپ معترض ہیں۔ تو اعتراض کا ثابت کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ اس معاملہ میں حاضرین نے باآواز بلند مولوی صاحب کی تائید کی۔ جس پر آریوں کو سخت نادم ہونا پڑا۔ اور وقت کے خاتمہ کا عذر کر کے جلسہ برخاست کرنے لگے۔ اسپر ان کو کہا گیا۔ کہ وقت بڑھ سکتا ہے۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور بالآخر مندر کے اندر داخل ہو کر کواڑ بند کر لئے۔ مسلمان خوشی میں اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے واپس آگئے۔

سید صادق حسین سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

الحرکۃ الاحمدیہ قاہرہ کی طرف سے

تین انعام

اہل علم و اہل قلم احباب کی خدمت میں پانچ ہزار میں سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی عنان توجہ ہمارے اس اعلان کی طرف مبذول فرما کر مشکور فرمائیں۔ آج وہ قومیں جو کہ دنیا میں اپنے آپ کو زندہ کہلا رہی ہیں۔ وہ بات بات پر انعامات اور جائزے تجویز کرتی ہیں۔ اور ان کے حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں انسان جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے قیمتی وقتوں کو اور مالوں کو تھوڑے سے انعام کے لئے خرچ کرنا اپنے لئے فخر جانتی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے ایک قسم کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور جمود کی حالت ٹوٹ جاتی ہے اور جمود کا ٹوٹنا زندہ قوموں کی علامت ہوتی ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ اس اعلان کو سرسری نگاہ سے نہیں۔ بلکہ شوق کی روح سے پڑھیں۔ اور پھر اسپر قلم اٹھانے کی کوشش کریں۔

پہلا علمی انعام

یہ انعام صرف فسٹ نمبر مضمون کو ملیگا۔ اور باقیوں کو کوئی انعام نہیں دیا جائیگا۔

یہ مضمون مسئلہ تناسخ کی مکمل اور مدلل تردید پر ہونا چاہیئے مضمون عام فہم ہو۔ مگر دلائل سے پر۔ مضمون تین نمبروں پر مشتمل ہو ہر نمبر الفضل کے ایک صفحہ کے برابر ہو۔ خط صاف ہو مضمون عربی۔ انگریزی اور اردو میں سے ہر زبان میں لیا جا سکتا ہے نمبر اول کو ہم یہاں شائع کرینگے۔ اور اسپر جو یہاں کی علمی دنیا کے اعتراض ہونگے۔ ان کا جواب بھی مضمون نگار صاحب کو دینا ہوگا ۔

دوسرا علمی انعام

صرف انگریزی دان حضرات کیلئے۔

یہ انعام ہندوستان کے قدیم تاریخی تمدن اور موجودہ حالت کی نسبت ہوگا۔ پہلے مضمون کیطرح یہ بھی تین نمبروں پر مشتمل ہوگا ہر نمبر الفضل کے ایک صفحے کے برابر ہو۔ اسپر بھی اگر کوئی اعتراض ہوگا۔ تو اس کا جواب صاحب مضمون کو دینا ہوگا۔ یہ مضمون انگریزی میں لیا جائیگا ۔

تیسرا علمی انعام

صرف عربی دان علماء کے لئے

یہ مضمون بہائی مذہب کے متعلق ہوگا۔ تین نمبروں میں تمام شروط اوپر کی اسمیں بھی ہونگی۔ یہ مضمون صرف عربی دان حضرات کے لئے ہے۔ مضمون صاف اور عمدہ عبارت ہو۔ علماء سلسلہ اور مدرسہ احمدیہ کے فارغ التحصیل حضرات توجہ کریں۔ تمام مضامین بنام شیخ محمد سعید رئیس الحرکۃ الاحمدیہ قاہرہ کے نام

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)
قادیان دار الامن والامان - ۷ر اگست ۲۳ء

احمدی مبلغین علاقہ ارتداد پر آریوں کے ظلم و ستم

دیانندی اخلاق کا نمونہ

آریوں نے اپنے ان ناپاک اور فتنہ انگیز ارادوں کو جو ہمارے مبلغین علاقہ ارتداد کے متعلق مدت سے اپنے دلوں میں رکھتے تھے۔ عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ سمجھ کر کہ ان کے دھوکہ اور فریب میں پھنسے ہوئے ملکانوں کو احمدی مبلغین نکالنے میں کامیاب ہو جائینگے۔ دست درازی پر اتر آئے ہیں۔ جیسا کہ حال ہی میں موضع اُسیار ضلع متھرا میں واقع ہوا ہے۔ جہاں احمدی مبلغ کو سخت تکلیف اور دکھ دیا گیا۔ چھپر جس میں اسکی رہائش تھی اسپر گرا دیا۔ آخر گھسیٹ کر اس کے نیچے سے نکالا۔ اور کھینچتے گھسیٹتے گاؤں سے باہر چھوڑ آئے۔ اس کے متعلق کسی قدر مفصل بیان گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس شرارت اور کمینگی میں گاؤں کے مرتد شدہ ملکانوں نے بھی حصہ لیا۔ لیکن دراصل وہ آریوں کے ہاتھ میں بطور کٹھ پتلی تھے۔ جن کا مرتد ہونا ہی اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کیونکہ جب ان لوگوں نے چند ٹکوں پر اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو خیرباد کہدی۔ اور دین جیسی قیمتی چیز کو آریوں کے ہاتھوں بیچ ڈالنے میں کسی قسم کی غیرت اور شرم محسوس نہ کی۔ تو اور کونسا فعل ہو سکتا ہے جسے آریوں کے لالچ اور طمع دینے پر کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ پھر اس امر کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ فساد سے تھوڑی دیر ہی قبل جو مرتد شدہ ملکانے قربانی کا گوشت لے گئے تھے۔ وہ بھی مفسد بنکر آگئے۔ اور انھوں نے بھی احمدی مبلغ کے خلاف شرارت کرنے میں حصہ لیا اور یہ اسوقت ہوا جبکہ آریوں نے آکر ان لوگوں کو آمادہ بفساد کیا۔ اور نہ معلوم شرارت کرنے کے لئے کیا کیا لالچ دئے ؛

ان حالات میں صاف ظاہر ہے کہ موضع اُسیار میں احمدی مبلغ کے خلاف جو شرارت اور فساد کیا گیا اسکے بانی مبانی آریہ ہی تھے۔

چونکہ قریباً ہر ایک مرتد شدہ گاؤں میں کچھ نہ کچھ لوگ تاحال ایسے ہیں۔ جو یا تو مرتد نہیں ہوئے یا ایسے لوگوں کے دباؤ میں آکر مرتد کہلاتے ہیں۔ جنہیں آریہ خاص طور پر ارتداد کے لئے گانٹھ لیتے ہیں۔ ورنہ دل میں وہ آبائی مذہبی رسوم کے قائل ہیں۔ اسلئے ایسے لوگوں کو کسی مبلغ کی موجودگی سے خاص طور پر تسلی اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ اور مبلغ کو وہ ایک رنگ میں اپنا سہارا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں خیال ہوتا ہے کہ مسلمان کہلانے کی صورت میں بھی ہماری خبر لینے والے اور آریوں کے پھندے سے بچانے والے لوگ موجود ہیں۔ اس طرح پر وہ ارتداد کی آندھی کے مقابلہ میں اپنا قدم جمائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور آریوں کی چالبازیوں اور مرتدین کے دباؤ سے نہیں دبتے۔ اسپر آریوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح بھی ہو کر دیہات سے مبلغین کو نکلوا دیں۔ تاکہ باقیماندہ لوگوں کو زور سے یا لالچ سے اپنے جال میں پھنسا سکیں۔ اور چونکہ آریہ یہ سمجھتے ہیں کہ احمدی مبلغین ان کے پول اچھی طرح کھول سکتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں کسی آریہ کو بات کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی۔ اسلئے احمدی مبلغین کے خلاف وہ خاص طور پر کوشش کرتے ہیں کہ مرتد شدہ دیہات سے نکال دئے جائیں۔ اس کے لئے آریوں نے کئی جگہ احمدی مبلغین کو گالیاں دلائیں۔ بے عزت کرایا۔ حتیٰ کہ کھانے پینے کی کوئی چیز قیمتاً دینے سے بھی لوگوں کو روک دیا۔ اور رہائش کے لئے اگر کسی نے اپنے ہاں جگہ دی۔ تو اسے مجبور کیا کہ نکال دے۔ اور ایک جگہ تو یہاں تک بھی کیا گیا کہ ایک نوجوان عورت کو بار دیگر بھیجدیا گیا۔ جو راگ و رنگ کے ذریعہ لوگوں کے دل لبھاتی۔ اور احمدی مبلغوں کو گاؤں سے نکال دینے پر اکساتی رہی۔ اسپر بعض مرتدین نے احمدی مبلغ کو بُرا بھلا کہا۔ مارنے کی دھمکی بھی دی۔ اور کہدیا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ لیکن اس گاؤں کے ہندو ٹھاکروں نے اس بدتہذیبی پر لعنت ملامت کی۔ اور احمدی مبلغ کو اپنی ذمہ داری پر وہاں رہنے کے لئے کہدیا۔ چونکہ اس جگہ گذشتہ زمانہ کی ایک پختہ مسجد موجود تھی۔ نیز دیگر اقوام کے مسلمانوں کے بھی کچھ گھر تھے۔ اسلئے آریوں کو باوجود انتہائی کوشش کرنے کے اپنی شرارت میں کامیابی نہ ہوئی اور کچھ عرصہ کے بعد آریہ عورت واپس بلا لی گئی ؛

اس طرح ہر جگہ مسلسل تنگ کرنے اور دکھ دینے کے باوجود جب آریوں نے دیکھا کہ احمدی مبلغین کے پائے استقلال میں ذرا بھی جنبش نہیں آئی تو انھوں نے کمینگی اور رذالت کا ایک اور درجہ طے کر لیا۔ اور دست درازیوں پر اتر آئے۔ جس کا تازہ ثبوت انہوں نے اُسیار میں پیش کیا ہے۔ اور نہ معلوم کہاں کہاں۔ اسپر عمل پیرا ہونے کی تیاریاں کر چکے ہونگے۔ چونکہ اس علاقہ میں ہندوؤں کا بہت زور ہے۔ جن کی ہر قسم کی امداد آریوں کو حاصل ہے۔ راجے مہاراجے ان کی پشت پناہ ہیں۔ اور پانی کی طرح بہانے کے لئے ان کے پاس روپیہ موجود ہے اسلئے آریہ من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ احمدی مبلغین کو اس علاقہ سے نکال دینگے۔ لیکن انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ احمدی مبلغ ان کے ہر قسم کے جور و ستم اور ظلم و شرارت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں احمدی مبلغ گالیاں سنیں گے۔ مگر جواب نہ دینگے

پا کھلینگے۔ مگر اُف نہ کرینگے۔ نقصان اٹھائینگے
پرواہ نہ کرینگے۔ اور وہ فرض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے
کے ذمہ ہے اسکی ادائگی میں اگر انہیں جان بھی دینی
پی تو بڑی خوشی سے دینگے۔ مگر اپنے قدم پیچھے نہ ہٹائینگے
کہ وہ جانتے ہیں کہ مذہب کی خاطر ہر ایک دکھ اور تکلیف
اٹھا لینی واجب ہے۔ اور ظالم کے مقابلہ میں مظلوم ہونا
وہ بہتر ہے۔ لیکن کیا دُنیا یہ سمجھ لے کہ آریہ اپنے نیچا دکھانے
کے جذبات کو بالکل خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اور دلائل کا
بلہ دلائل سے کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے زور بازو
مال کر رہے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ملکانوں کے سامنے
ی مبلغین سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے سے تو جان
تے پھرتے ہیں۔ اور فتنہ اور شرارت کے ذریعہ
ی مبلغین کو دیہات سے نکلوا دینے میں اپنی عافیت
تے ہیں۔

شروع سے ہی آریہ صاحبان احمدی مبلغین پر یہ
م لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہ وہ فساد پیدا کرا
تے ہیں۔ اگرچہ اس الزام کی بیہودگی احمدی
مین کے آج تک کے طرز عمل سے ظاہر ہی تھی۔ یا
ب کے ایسے علاقوں میں جہاں احمدیوں کی تعداد
زیادہ ہے۔ وہاں کبھی احمدی مبلغین کے
جھگڑا اور فساد نہیں پیدا ہوا۔ تو علاقہ ارتداد
جہاں انہیں بآسانی بیٹھنے تک کی جگہ بھی میسر نہیں
ی سلان پر فساد کرنے کا الزام لگانا حد درجہ
رارت نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر اب ثابت ہو گیا
اس الزام کی تہ میں خود آریوں کے ناپاک ارادے
ن پاتے تھے۔ اور وہ اس چالبازی کے پردہ
فتنہ اور فساد کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے
دکھا دیا۔

صاحبان جس فطرت کے مالک ہیں اس سے یہی توقع
ہے کہ احمدی مبلغ کو دکھ اور تکلیف پہنچا کر
ش ہوئے ہونگے اور انھوں نے سمجھا ہوگا کہ
آرتھ کا قلعہ فتح کر لیا۔ لیکن دراصل ان کے لئے
ب مرنے کا مقام ہے کہ ایک نہتے۔ غریب الوطن
پسند شخص پر بلا وجہ اور بلا سبب کرایہ کے
لٹھ بازوں کو لیکر چڑھ دوڑے۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ
معقولیت اور شرافت سے وہ اتنے ہی دور ہیں جتنا ان کا
دہرم صداقت اور حقانیت سے۔

مہاشہ شردھانند نے ۱۳ جولائی کے تیج میں
"محمدی اخلاق کے چند نمونے" کے عنوان سے ایک مضمون
شائع کیا ہے۔ جسمیں چند روز کے ایک نو مسلم سے اپنا
نہایت بے ڈھنگا مکالمہ درج کیا ہے اگر نو مسلم مذکور
نے کوئی ایسی بات کہی بھی تھی۔ جو مہاشہ جی کی طبع نازک
پر گراں گذری۔ تو اس نوجوان کے مقابلہ میں پیر فرتوت
ہو کر ایسا طفلانہ مضمون شائع کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اگر شائع ہی کرنا تھا تو عنوان میں "محمدی
اخلاق" کی بجائے "ویدک اخلاق" یا "دیانندی اخلاق"
کے الفاظ رکھنے چاہیئے تھے۔ کیونکہ چند دن میں سالہا سال
کے اخلاق نہیں بدل سکتے۔ اور وہ دیانندی اخلاق
کا ہی پرتو تھا۔ جو مہاشہ جی کو نظر آیا۔

اگرچہ مہاشہ جی کا قائم کردہ عنوان ہی ان کی بد اخلاقی
کا کافی سے زیادہ ثبوت ہے۔ کیونکہ چند روزہ
نو مسلم کی آڑ لیکر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے اخلاق پر حملہ کرنا حد درجہ کی کمینگی ہے۔ لیکن ہم
مہاشہ جی سے دریافت کرتے ہیں کہ علاقہ ارتداد میں
ان کے چیلے چانٹے جو سلوک احمدی مبلغین سے کر
رہے ہیں۔ اور خاص کر موضع اسیار میں انہوں نے
جو کچھ کیا ہے۔ کیا دیانندی اخلاق کا یہی نمونہ ہے۔ اور
ویدک دہرم یہی سکھلاتا ہے۔ حیف ہے ان لوگوں
پر جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ کسی جیو کو تکلیف دینا
مہا پاپ ہے۔ لیکن اپنے ہم جنسوں کے ساتھ جنگل
کے درندوں اور شوریدہ زمین کے سانپوں سے بدتر سلوک
کرتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رہے احمدی مجاہدین انکی
تکلیف دہیوں اور ایذا رسانیوں سے ڈرنے والے نہیں
بلکہ مردانہ وار ان کو برداشت کرینگے (انشاء اللہ تعالیٰ)
اور ثابت کر دینگے کہ رذیل اور کمینہ حرکات کا مقابلہ شرافت
اور تہذیب کے ساتھ کرنے والے ایسے لوگ ہوتے ہیں۔

اس موقع پر ہم اپنے مجاہدین علاقہ ارتداد سے
صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس قدر زیادہ مشکلات
آپ لوگوں کے رستہ میں حائل ہو رہی ہیں۔ اسی قدر زیادہ آپ
لوگوں کے لیے اجر عظیم کے سامان پیدا کر رہی ہیں۔ اور بہت
ہی خوش قسمت ہوگا وہ انسان جو اس موقع پر ایثار اور قربانی
کر کے فائدہ اُٹھائیگا۔ دیکھو۔ دشمن میدان دلائل سے شکست فاش
کھا چکا ہے۔ اور اپنی ہزیمت کو فتنہ و فساد کے پردہ میں چھپانا
چاہتا ہے۔ آپ لوگ صبر اور استقلال سے کام کئے جائیں اور
کسی تکلیف کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ کہ یہی کامیابی اور کامرانی کی
کلید ہے اور یہی وہ چیز ہے جسپر خدا تعالیٰ کے حضور اجر ملیگا
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور ساری جماعت کی
دعائیں آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اور یقین کامل ہے کہ خدا تعالیٰ
آپ کی محنتوں کو رائگاں نہیں جانے دیگا۔ بلکہ بڑے
بڑے نتیجے پیدا کریگا۔

آریوں کا سلوک سکھوں سے

سکھ معاصر لائل گزٹ یکم جولائی لکھتا ہے:۔

"امرتسر کے فسادات کے تعلق میں آریہ سماجی حضرات نے
سناتنیوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی بیحد کوشش کی۔
حضرو میں جو کچھ ہوا ہے۔ اسپر یہ اصحاب بغلیں بجا رہے
ہیں۔ اور ان ہی کی تحریک پر لاہور میں سکھوں کے خلاف
سناتنیوں کے جلسے ہوئے۔ اب ان کے ہفتہ وار اخبار
پرکاش و آریہ گزٹ میں سکھوں کو ہندو (آریہ سماجی)
بنا لینے کی تحریک جاری ہے۔"

اسکے بعد پرکاش کی ایک تحریر جسمیں سکھوں کو ہندو بنانے
کی تحریک کی گئی ہے۔ نقل کر کے لکھتا ہے:۔

"پرکاش کی یہ تحریر اس امر کی پیشگوئی ہے کہ آریہ سماجی
جہاز سکھ دہرم کی چٹان سے ٹکرائیگا۔ اور سکھوں
کو ایک عظیم طوفان کا جس میں انکے منافقین بھی
شامل ہونگے۔ مقابلہ کرنا پڑیگا۔ جس کی تیاریاں
ابھی آج سے شروع کر دینی چاہئیں۔ سکھوں کو ثابت
کر دینا چاہیئے کہ وہ ملکانوں کی طرح حلوا بے دود
نہیں ہیں۔ بلکہ لوہے کے چنے ہیں۔ جنہیں کوئی چبا
نہیں سکتا۔"

ان حالات میں معلوم نہیں خود آریہ سکھ صاحبان کو ہندو کس
منہ سے قرار دیتے ہیں جبکہ سکھ صاحبان ہر اس کوشش کے خلاف

مکتوبات امام علیہ السلام

(مرسلہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے افسر ڈاک)

حضرت مسیح موعود کے انگریزی الہام

ان الہاموں میں بات ہی یہ مدنظر رکھی گئی ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر کیا جائے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور یہ بات نہایت عجیب پیرایہ میں اس طرح ظاہر ہوتی تھی۔ کہ اسی رنگ میں کلام ہو۔ جس پر لوگ اعتراض کریں۔ اور پھر ان کی پردہ دری ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات انگریزی کو اگر دیکھا جائے تو اپنے مطالب میں وہ بہت سے اردو کے الہامات پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور زیادہ پرشوکت مضمون ان میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اگر ان کی زبان کو دیکھا جائے۔ تو بیشک بظاہر ان میں کچھ نقص معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا سبب ان میں حقیقی نقص کا موجود ہونا نہیں ہے۔ بلکہ وہ حکمت ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی۔ انسان کی یہ عادت ہے۔ کہ وہ ایسوسی ایشن کا غلام ہے۔ ایک بات ایک سے دیکھکر اسے تعجب نہیں ہوتا۔ مگر دوسرے سے دیکھکر اسے تعجب ہوتا ہے۔ یہی فقرے اگر بائیبل میں ہوتے۔ تو پڑھنے والے کو ان کی انگریزی پر تعجب نہیں آتا۔ بلکہ اس کو وہ نہایت پرشوکت خیال کرتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ان کو اس نقطہ نگہ سے دیکھتا ہے۔ کہ یہ بائیبل کی انگریزی جیسی نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو قابل اعتراض پاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کے تمام الہامات ایسے ہیں۔ جو بائیبل کی زبان میں ہیں۔ اور الہامی نقطہ نگاہ سے اسی زبان میں ان کو ہونا چاہئے تھا۔ مختلف لوگوں نے جو اعتراضات ان پر کئے ہیں۔ وہ سب بائیبل کے استعمال اور محاورہ کو مدنظر رکھنے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ایک نشان ہے۔ کیونکہ موجودہ محاورہ کے مطابق چند فقرے انگریزی کے بنا لینا بھی گو ایک انگریزی زبان سے ناواقف کیلئے مشکل ہے۔ لیکن ایک ایسی کتاب کے محاورہ کے مطابق جس کی انگریزی اس وقت مستعمل نہیں ہے۔ اور جس کے محاورہ کا علم ایک گہرے اور لمبے مطالعہ کے بعد ہو سکتا ہے۔ انگریزی کا کلام الہی پر نازل ہونا ضرور ایک پرشوکت امر ہے۔ اور اگر ان فقروں کو بائیبل کا جزو سمجھکر پڑھا جائے۔ تو ان پر کوئی اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ جس طرح کہ اگر بائیبل کے فقروں کو اس سے جدا کر کے مستقل طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ تو ان میں بیسیوں عیب نکالنے کے لئے لوگ تیار ہو جائیں گے۔

نبی کی وفات کے بعد کیا ہوتا ہے

اول تو یہ قاعدہ غلط ہے کہ ہر نبی کے بعد دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی نبی بھی ہمیں ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جس کی وفات کے بعد معاً دو فرقے ہو گئے ہوں جن میں سے ایک اصل حقیقت پر قائم ہو اور دوسرا غلو کرے۔ ہاں نبیوں کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہو جاتی ہے جو مذہب میں قسم قسم کے تفرقے پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ اپنے اس نبی کو جس کی وہ متبع ہے۔ اس کے درجہ سے ضرور بڑھا دے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد آپ کے درجہ میں غلو کرنے والی جماعت ہمیں کوئی نظر نہیں آتی۔ حضرت سلیمانؑ کی نسبت یہ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ ان کو کافر کہتے تھے۔ لیکن ایسا کوئی نہیں۔ جو غلو کرے۔ قرآن شریف نے یہ تو فرمایا ہے۔ کہ ما کفر سلیمان۔ لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا۔ کہ کوئی ان کو اصل دعوے سے بڑھا کر مانتا تھا۔ رسول کریم صلعم کے بعد بھی غلو کرنے والے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ملتے ہیں۔ جن سے نبی کریم صلعم کی شان میں ہتک واقع ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک ایسا بڑا حصہ ہے۔ جو آپ کو زیر زمین مدفون سمجھتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ بیٹھا ہوا خیال کرتا ہے۔ اور یہ کہ رسول کریم صلعم مردے زندہ نہیں کر سکتے تھے لیکن حضرت عیسیٰ کثرت سے ایسا کیا کرتے تھے۔ رسول کریم صلعم نے ایک مکھی بھی کبھی پیدا نہیں کی۔ مگر وہ بہت سارے پرند پیدا کیا کرتے تھے۔ حدیثوں کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھو بیسیوں اعتراضات آپ کی ذات بابرکات پر نظر آتے ہیں۔ بعض مجنون ایسے بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ آپ زینبؓ کو ننگا دیکھکر ان پر عاشق ہو گئے تھے۔ اور اس قسم کی خرافات بہت سی ہیں۔ کہ جو شائع شدہ ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کو مانتے ہیں۔ کیا یہ باتیں آپ کے درجہ میں غلو کرتی ہیں۔ یا کمی پر دلالت کرتی ہیں۔

پس یہ بات نہیں ہے کہ ہر رسول کے بعد غلو کرنے والی اور صداقت پر قائم رہنے والی جماعت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس کی وفات کے کچھ عرصہ بعد اس کی جماعت بگڑ نہ گئی ہو۔ چاہے انہوں نے غلو کیا ہو۔ چاہے کسی اور رنگ میں خرابی کی ہو۔ اس لئے ہرگز کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ایک جماعت نبی کو ٹھیک طور پر مانتی ہے۔ اور دوسری غلو کرتی ہے۔ کیونکہ اگر غلو کرنا سنت ہے۔ تب تو ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ رسول کریمؐ پر جو عیب لگائے جاتے ہیں وہ سب صحیح ہیں کیونکہ کمی کرنا سنت ہے۔ پس اول تو یہ معیار ہی غلط ہے۔ اور اگر اس معیار کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو حضرت مرزا صاحب کے دعوے میں غلو کرنے والے بھی موجود ہیں۔ ایک شخص احمدی کہلاتا ہے اور اس وقت زور دیتا ہے کہ کلمہ احمد رسول اللہ پڑھنا چاہئے۔ اور احمد سے مراد وہ حضرت مرزا صاحب لیتا ہے۔ کچھ نادان لوگ اس کے ہم خیال بھی ہو گئے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کر دیا ہے۔ پس اگر یہ اصول بھی ہو تو ہم غلو کرنے والے نہیں۔ ہمیں غالی قرار دینا ظلم ہے۔

زنا کا الزام

چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عام طور پر لوگوں کو ٹھوکر لگی ہوئی ہے۔ اس لئے میں اپنے ہاتھ سے اس خط کا جواب لکھتا ہوں۔ قرآن کریم کی رو سے زنا کا الزام لگانے والے دو قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ ۱۔ خاوند یا بیوی۔ ۲۔ غیر مرد یا عورت۔ اگر الزام لگانے والا خاوند یا بیوی ہو۔ (خاوند کا صریح ذکر قرآن کریم میں ہے۔ بیوی کا معاملہ اس پر قیاس کیا جاویگا۔ کیونکہ قرآن کریم میں سوائے خاص طور پر مذکور ہونے کے بالمقابل حکم بیان ہوتے ہیں۔) تو گواہوں کی عدم موجودگی میں ملاعنہ ہوگا یعنی ایک دوسرے کے مقابل اسے قسم دی جاوے گی ایک گواہ کے مقابل ایک قسم ہوگی۔ اور پانچویں دفعہ لعنت ہوگی۔ جھوٹے پر عذاب نازل ہونے کی دعا کی جاویگی۔ اگر غیر خاوند یا غیر زوجہ الزام لگا دے۔ تو اس کے لئے صرف چار گواہ لانے ہوں گے۔ نہ اس کے کہنے پر قسم دی جاسکتی ہے۔ نہ الزام لگانے والے کی قسم کچھ حقیقت رکھتی ہے۔

بغیر گواہوں کے الزام لگانے والا بہر حال جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور اس کے الزام کے مقابل ہر قسم نہ کھانے والا ہرگز ہرگز زیر الزام نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے جب الزام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب تک دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اگر مانتی ہوں تو جھوٹ ہے اگر انکار کرتی ہوں تو لوگ نہ مانینگے۔ بس میں جواب ہی کچھ نہیں دیتی۔ خدا شاہد ہے۔ خدا نے ان کے اس فعل کی تائید کی۔ اور ان کو بری قرار دیا۔ پس پبلک میں اس پر قسم لینا بطور عدالت کے نہ جائز ہے نہ یہ قسم حجت ہے۔ اور شرعاً الزام لگانے والا جھوٹا ہے۔ اور اس کو ہم اس وقت تک جھوٹا سمجھینگے جب تک وہ چار گواہ نہیں لاتا۔ اور اگر اسلامی شریعت ہو تو اس کو کوڑے لگینگے۔ اگر اس نے فی الواقع کچھ دیکھا بھی ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ خاموش رہے اور خدا تعالےٰ کی ستاری کے مقابل نہ کھڑا ہو جائے۔

انتقام لینا خدا کا کام ہے

ایک شخص نے اپنے دشمنوں کی تباہی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے فرمایا۔

دعا تو ایک خدمت ہے۔ جو ہم ہر ایک کی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن انتقام نہ ہم خود لینا چاہتے ہیں۔ نہ کسی اور کے لئے پسند کرتے ہیں۔ انتقام خدا ہی کا کام ہے۔ اس لئے ایسے معاملہ کے متعلق ہم دعا نہیں کر سکتے۔ میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ اور کی بھی ہے۔ آپ کے لئے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی مشکلات کو دور کرے۔ اور آپ کی جو ذلت اور ہتک لوگوں نے کی ہے۔ اس کا ازالہ ہو جائے۔ لیکن میں ایسی دعا نہیں کر سکتا۔ کہ وہ تباہ ہو جائے کیونکہ جو خدا کسی کو تباہ کر سکتا ہے۔ وہ اس کو ہدایت بھی دے سکتا ہے۔

دعا کے لئے روپیہ

ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے اس کے ساتھ ایک روپیہ بھیجا۔ اور لکھا۔ کہ ایک روپیہ دعا خاص کیلئے بموجب حکم جناب سکرٹری صاحب ارسالِ بحضور ہے۔ اس کے متعلق حضور نے لکھوایا۔ روپیہ واپس ہے۔ میں دعا کروں گا۔ مجھے خدا نے سائل نہیں بنایا۔ کہ حکم دوں کہ دعا کرانے والا روپیہ دیا کرے۔ جس سکرٹری نے آپ سے کہا ہے۔ یہ اسی کے دماغ کی اختراع ہے۔

قریب المرگ کی بیعت

ایک شخص نے بحالت بیماری بیعت کا خط لکھا۔ اور اس کے بعد تھوڑی گھنٹہ کے اندر فوت ہوگیا۔ احمدی جماعت نے اس کے جنازہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے دریافت کیا۔ جس کا حضور نے حسب ذیل جواب لکھایا۔

جو شخص بیعت کرتا ہے۔ خواہ ایک منٹ کے بعد فوت ہو جائے۔ اس کا جنازہ پڑھ دینا چاہیئے۔ ہاں منصوبہ نہ ہو۔

اعلان نکاح

ایک صاحب نے لکھا۔ کہ نکاح کے موقع پر انگریزی باجا اعلان بالدف کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ حضور نے فرمایا۔

"اعلان بالدف بالکل جائز ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آیا آج کل اس ذریعہ سے زیادہ پختہ ذریعہ اعلان کا موجود ہے۔ یا نہیں۔ اگر موجود ہو۔ تو اس کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن اگر کوئی کرتا ہے۔ تو وہ گنہگار نہیں۔

تعدد ازدواج

تعدد ازدواج کے متعلق ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ایک سے زیادہ بیویوں سے محبت کس طرح ہو سکتی ہے حضور نے فرمایا۔

جب والدین کے دو یا تین یا چار بچے ہوتے ہیں تو ماں کس طرح اپنے دل کے ٹکڑے کر کے اپنی محبت ہر ایک کو تقسیم کر کے دیدیتی ہے۔ کیا کوئی بچہ ایسا بھی ہوتا ہے جو ماں کو دوسرے سے کم پیارا ہو۔ باقی ایک جواب اور ہے جو میں نے یورپ کے ایک مصنف کی تحریر میں پڑھا ہے۔ وہ علم النفس کا بڑا ماہر ہے۔ اس مسئلہ پر وہ لکھتا ہے۔ کہ "انسان میں اخلاقی جرات ہونی چاہیئے۔ باوجود اپنے قومی خیالات اور رواج کے میں یہ بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اسلام میں جو تعدد ازدواج کا مسئلہ ہے۔ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں پڑتا۔ پھر وہ کہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت قائم نہیں رہتی مگر میں کہتا ہوں۔ کوئی شریف انسان سچائی کو

کونسلوں میں جماعت احمدیہ کا کون نمایندہ ہو سکتا ہے؟

چونکہ ہر جماعت کسی شخص یا اشخاص کو اپنا نمایندہ بناتے ہوئے اپنے خیالات اور مفاد کا لحاظ رکھنا ضروری سمجھتی ہے۔ اس لئے اب جبکہ نئے کونسلوں کے لئے انتخاب کا وقت قریب آرہا ہے۔ اور طبعاً مختلف امیدواران ممبری اپنی تائید میں زیادہ سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اپنے توقعات کا اظہار کر دیں کہ جو ہم اپنے نمایندہ سے رکھتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگ صرف ایسے شخص کے حق میں رائے دے سکتے ہیں۔ کہ جو ان کے خیالات اور توقعات کے مطابق اپنا رویہ رکھے۔ چنانچہ ذیل میں وہ امور درج کئے جاتے ہیں۔ جن کی مطابقت و پابندی کے وعدے پر احمدی ووٹر کسی کے حق میں اپنی رائے دینگے۔ اس معاملہ میں تمام خط و کتابت ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان کے پتہ پر ہونی چاہیئے ؞

۱۔ ہماری پالیسی یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ کی کسی تجویز کی مخالفت محض اس لئے کرنی درست نہیں۔ کہ کوئی ممبر گورنمنٹ سے بعض اور امور میں اختلاف رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک معاملہ جو کونسل میں پیش ہو اس کے متعلق ایک دیانتدار ممبر کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ غور کرے۔ کہ اس کا اثر ملک پر کیا پڑیگا۔ اور یہ مدنظر رکھے۔ کہ اس کے متعلق کسی سیاسی جماعت نے اپنی دوسری اغراض کو مدنظر رکھ کر کیا پالیسی تجویز کی ہے۔ اگر وہ معاملہ ملک کے لئے مفید ہو۔ تو بلا کسی ڈر کے اسکی تائید کرے۔ اور اگر مضر ہو تو اس کی مخالفت کرے۔ مثلاً دیکھا گیا ہے۔ کہ لوگوں نے پولیس کی بعض باتوں کو دیکھ کر بلاوجہ پولیس فورس کی کمی پر زور دیا ہے اور اس طرح ملک کے امن کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان کو چاہیئے تھا کہ اس کے نقائص کو دور کرتے۔ گورنمنٹ اگر اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتی تھی۔ تو اس امر کی مخالفت کرتے۔ لیکن گورنمنٹ کی مخالفت کے سبب سے پولیس کو کمزور کر دینے کے یہ معنے تھے کہ دشمن سے ناراض ہو کر خود اپنے آپ کو نقصان پہنچالیں۔ پس ہمارا یہ اصل ہے۔ کہ ہر ایک امر پر فیصلہ کرتے وقت اس کے ذاتی حسن و قبح کو دیکھا جائے۔ نہ کہ دوسری اغراض کی وجہ سے ایک بُرے کام کی تائید یا مفید کام کی مخالفت کی جائے۔

۲۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ مخالفت میں بھی اخلاق مدنظر رہنے چاہیئیں۔ اگر اخلاق کو ہم ہاتھ سے جانے دیں۔ تو حقوق سیاسی ہمارے لئے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے۔ پس مخالفت میں بھی اخلاق کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور بے جا فساد اور ناواجب جوش سے پرہیز کرنا چاہیئے ؞

۳۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے اتفاق کے بغیر بے شک ملک کو نقصان پہنچے گا لیکن ہمارے نزدیک ہر ایک غیر ضروری اختلاف سے نقصان پہنچتا ہے۔ پس جس قدر قابل نفرت ہندو مسلم جنگ ہے۔ اسی قدر سکھوں پارسیوں انگریزوں اور اینگلو انڈین اور خود گورنمنٹ سے شقاق قابل نفرت ہے۔ یہ درست نہیں۔ کہ ہم ہندو مسلم اتحاد پر تو زور دیں۔ اور دوسری قوموں سے جنگ کریں ؞

۴۔ ہمارا یہ اصل ہے کہ صلح کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اپنی جداگانہ ہستی کو مٹا دیا جاوے۔ بلکہ صلح کے معنے یہ ہیں کہ اپنی جداگانہ ہستی کو قائم رکھا جاوے ایک ملک کو اگر کوئی بادشاہ فتح کر کے اپنے ماتحت لے آتا ہے۔ تو یہ صلح نہیں کہلاتی۔ بلکہ صلح یہ ہوتی ہے کہ دونوں اپنی جداگانہ ہستی قائم رکھ کر معاہدہ کر لیتے ہیں۔ پس ہم اس امر کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے کہ ہندو مسلم اتحاد کے یہ معنے ہیں۔ کہ مسلمان اپنی جداگانہ ہستی کو مٹا کر ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ہر ایک حق اپنا چھوڑ دیں۔ ہمارے نزدیک مسلمانوں کی قومی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ مسلمانوں کے کھوئے ہوئے حقوق واپس لئے جائیں۔ اور مسلمانوں کو کونسلوں اور محکمہ جات میں ان کے تناسب آبادی کے مطابق حصہ ملے۔ مثلاً پنجاب میں مسلمان زیادہ ہیں۔ تو ان کو کونسلوں اور محکموں میں زیادہ آسامیاں ملنی چاہیئیں۔ اس حق کو اس وقت تک غصب کیا گیا ہے۔ اور ہمارے نزدیک ایک ایک منٹ جو اس نقص کی اصلاح کے بغیر گذر رہا ہے۔ اس سے مسلمانوں کی قومی موت قریب سے قریب تر آرہی ہے۔ ہندو قوم جو مسلمانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہے۔ جب وہ باوجود ادعائے اتحاد کے ان حقوق کو اپنے پاس رکھنے کے لئے پوری طرح کوشاں ہے۔ تو کیسا بیوقوف اور ملکی دشمن ہے وہ مسلمان۔ جو کہتا ہے کہ ان ادنیٰ چیزوں کے لئے کیوں جھگڑتے ہو۔ اگر یہ ایسی ہی ادنیٰ ہوتیں۔ تو ہندو لوگ باوجود سیاست اور علم میں زیادہ ہونے کے ان کے لئے جان کیوں دیتے۔ ہمارے نزدیک یہ ایک اہم سوال ہے۔ اور ہمارا قائم مقام وہی ہو سکتا ہے۔ جو اس امر کا وعدہ کرے کہ مسلمانوں کے پورے حقوق کو واپس لینے کی کوشش کریگا۔ اور کبھی اس امر میں غفلت اور سستی سے کام نہیں لیگا

۵۔ چونکہ ہماری جماعت کمزور اور مظلوم ہے اور اسکو ہمیشہ تکلیف دیجاتی ہے اور اسکے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے اسلئے وہی ہمارا قائم مقام ہو سکتا ہے جو اس امر کا وعدہ کرے کہ ہر موقع پر احمدی جماعت کے فوائد کی نگرانی کریگا اور توجہ دلائے جانے پر کونسل یا کونسل کے باہر ہمارے حقوق دلانے اور انکو صدمہ سے بچانے کی کوشش کریگا اور کثرت یا مصلحت کے اثر کے نیچے وہ اس امر کو فراموش نہیں کریگا ؞

خاکساران

(۱) چودہری نصر اللہ خان۔ ناظر خاص۔
(۲) سید زین العابدین ولی اللہ شاہ۔ ناظر تالیف و اشاعت۔
(۳) عبد المغنی خان۔ ناظر بیت المال
(۴) ذوالفقار علیخان۔ ناظر امور عامہ

نوٹ:۔ جملہ احمدی صاحبان مطلع رہیں کہ ان سے اگر کوئی شخص ... ووٹ لینے کا خواہشمند ہو تو اُسے کہدیں کہ دفتر امور عامہ سے براہ راست یا بتوسط سیکرٹری انجمن احمدیہ مقامی خط و کتابت کرے۔ کوئی احمدی کسی غیر احمدی اُمیدوار سے مرکزی تحقیقات و مشورہ کے بغیر ووٹ دینے کا وعدہ نہ کرے۔
ناظر امور عامہ قادیان

جملہ سکرٹری صاحبان توجہ فرماویں

فہرست رائے دہندگان برائے ممبران لیجسلیٹو کونسل پنجاب واسمبلی شائع ہو چکی ہے۔ اور یہ فہرست اس غرض کیلئے شائع ہوئی ہے کہ کوئی عذرداری کرنا چاہے تو کرے۔ میعاد صرف ۲۱ روز کی ہے۔ اس لئے آپ اپنے حلقہ کی فہرست رائے دہندگان دیہاتوں میں پٹواریوں سے قصبے اور شہروں میں میونسپل کمشنروں یا سکرٹریوں وغیرہ سے لیکر دیکھ لیں۔ کہ کوئی احمدی جو ووٹر ہونے کی حیثیت رکھتا ہو۔ فہرست میں درج ہونے سے تو نہیں رہ گیا۔ اگر رہ گیا ہو۔ تو اس احمدی کو ہدایت کر دیں۔ کہ فوراً اپنی عذرداری اگر باشندہ دیہاتی ہے۔ تو تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کی خدمت میں اگر قصباتی ہے۔ تو سکرٹری کمیٹی کی خدمت میں پیش کرے۔ فارم درخواست عذرداری تحصیلوں یا میونسپل کمیٹی کے دفتروں سے مل سکتی ہے۔ حیثیت رائے دہندگان حسب ذیل ہے۔ حیثیت غیر منقولہ جائداد چار ہزار رکھتا ہو۔ یا پچیس روپیہ زرعی مالگذاری ادا کرتا ہو۔ یا فوج کا ڈسچارج شدہ یا پنشنر فوجی ملازم۔ یا انکم ٹیکس گذار ہو۔ ۲۱ سال سے کم عمر کا ووٹر نہیں ہو سکتا۔ مفصل صفات رائے دہندہ اگر معلوم کرنی ہوں۔ تو دفتر تحصیل و میونسپل کمیٹی یا دیہاتوں میں پٹواریوں سے معلوم کر سکتے ہیں ؛

ناظر امور عامہ - قادیان دارالامان

رسالہ درویش

اس نام کا پندرہ روزہ خوبصورت پرچہ مشہور اور تجربہ کار ایڈیٹر ملا محمد الواحدی صاحب کی زیر ہدایت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی جاری کیا گیا ہے۔ جس کے دو نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ رسالہ کی غرض فتنہ ارتداد کا مقابلہ اور غیر مذاہب کو دعوت اسلام دینا ہے۔ چندہ سالانہ صرف عار روپے اور ملنے کا پتہ حسب ذیل ہے۔

منیجر رسالہ درویش۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۵ - دہلی۔

احمدی مبلغین کی مساعی میں جمعیتہ العلماء کی رخنہ اندازی

پرکھم کے دوبارہ قبول اسلام میں ایک افسوسناک رخنہ

یہ واقعہ ہے کہ موضع پرکھم ضلع متھرا میں ہمارے مبلغ چار ماہ سے سخت مشکلات میں کام کر رہے ہیں۔ وہاں کے لوگ جو مرتد ہو چکے تھے۔ چار ماہ کی احمدی مبلغوں کی کوششوں کے بعد ان میں سے ایک حصہ تیار ہوا تھا۔ کہ دوبارہ داخل اسلام ہو۔ اور اس کے لئے ان کے بعض سربرآوردہ لوگوں نے ایک اقرار نامہ لکھ کر ہمیں دیا تھا (جو بوقت ضرورت شائع کیا جا سکتا ہے) کہ فلاں تاریخ وہ اپنے دوبارہ اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دینگے۔ لیکن فتحپورہ کے لوگوں کو جو کہ پرکھم والوں کے رشتہ دار ہیں۔ جب معلوم ہوا کہ ان کے رشتہ دار اسلام میں واپس ہونا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے یہ سبق پڑھایا۔ کہ روپیہ لیکر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرو۔ ادھر جمعیتہ العلماء کے شعبہ تبلیغ نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا جس کی طرف سے اب کہا گیا ہے۔ کہ پرکھم والوں نے ان کے ساتھ کوئی سمجھوتا بھی کر لیا ہے۔ اور نیز یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ تاریخ مقرر ہو گئی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جمعیتہ العلماء کے کارکنوں کے لئے کیا یہ زیبا تھا۔ کہ وہ ہمارے کام میں اس طرح دخل اندازی کرتے اور ہماری چار ماہ کی مسلسل اور انتھک کوششوں پر پانی پھیرنا چاہتے۔ میرے نمایندہ کے سامنے سکرٹری شعبہ تبلیغ جمعیتہ العلماء (آگرہ) کا یہ جواب کیسے درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کو اب تک معلوم ہی نہ تھا۔ کہ پرکھم میں احمدی مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جبکہ آج تک سوائے احمدی مبلغین کے اور کسی جماعت کے مبلغ وہاں کام نہیں کر رہے ؛

ہم نہایت دردمند دل کے ساتھ دردمند مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کارروائیوں پر غور کریں اور دیکھیں۔ جب تبلیغی جماعتیں بجائے نئے میدان میں کام کرنے کے دوسروں کی کوششوں کو پامال کرنے کی کوشش کرتی رہینگی۔ تو کامیابی کیسے حاصل ہو گی۔ ہم درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس رویہ کو ترک کر دیا جائے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اس طرح کام نہ صرف خراب بلکہ تباہ ہوگا۔ اور اس بدقسمت قوم کی ہلاکت یقینی ہو جائیگی ؛

میں نے اپنے نمائندے کو جمعیتہ العلماء کے دفتر میں آج بھیجا تھا کہ وہ اس طریق کار کو بدل دیں مگر ان کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ اب چونکہ ہم تاریخ مقرر کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے لہذا مجبوراً یہ واقعات پبلک میں پیش کرنے کی ضرورت پڑی ؛

خاکسار:- فتح محمد خان سیال ایم اے
امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان - آگرہ
۳۰ جولائی ۲۳ء

چندہ زکوٰۃ اور بجٹ

(۱) چندہ زکوٰۃ کا روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور یا ناظر بیت المال قادیان کے پتہ سے آنا ضروری ہے حالانکہ اس سے قبل بارہا یہ عرض کیا جا چکا ہے مگر جماعتوں کے کارکن اس طرف توجہ نہیں فرماتے۔ اسلئے پھر اعلان کیا جاتا ہے۔

(۲) بجٹ کے پورا کرنے کے واسطے بارہا اعلان ہو چکے ہیں۔ امید کہ کارکنوں کو خصوصیت سے توجہ ہو گی۔ ۳۰ ستمبر ۲۳ء تک کا آیا ہوا چندہ اس سال کے بجٹ میں محسوب ہو گا۔ فقط

ناظر بیت المال - قادیان

گجرات میں احمدی جماعت کے خلاف جودت میرٹھی کے لیکچر

فتنہ ارتداد کے شروع ہونے کے بعد بعض ممبران خلافت کمیٹی کی تحریک پر احمدی مبلغین کے قریباً سات لیکچر تائید اسلام اور آریہ مذہب کی تردید میں خلافت کمیٹی کے سٹیج پر ہوئے۔ جن کا پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور عقلمند اور تعلیم یافتہ اصحاب نے اعتراف کیا۔ کہ واقعی احمدی جماعت دیگر مذاہب کے مقابلہ پر وہ خدمت کر رہی ہے۔ جس کی نظیر دیگر فرق اسلامیہ میں نہیں پائی جاتی۔ مگر بعض اشخاص کو جو معاند مولویوں کے زیر اثر تھے۔ احمدی جماعت کی اس کامیابی پر سخت قلق ہوا۔ اور وہ اس کوشش میں لگے رہے۔ کہ کسی طرح جماعت کا اثر پبلک پر سے زائل ہو جائے۔ اتفاق سے ایک مولوی صاحب جن کا نام محمد شفیع جودت میرٹھی ہے۔ گجرات میں آئے۔ اور انہوں نے احمدی جماعت کے خلاف لیکچر دینے شروع کئے۔ جن میں وہ عامیانہ اور نامہذب الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کی توہین اور تکذیب کرنے لگے۔ اور یہاں تک کہتے کہ احمدی جماعت مقابلہ پر آ کر مناظرہ کرلے۔ اس پر ہم نے اعلان کی صورت میں ایک یادداشت بااثر مسلمان اصحاب کی خدمت میں جو مولوی صاحب موصوف کے لیکچروں کو دلچسپی سے سنتے۔ اور ان کے انتظام میں حصہ لیتے رہے بھیجی۔ کہ مولوی صاحب ہمارے ساتھ تہذیب اور شائستگی کے ساتھ بعد طے کرنے شرائط کے دو بڑے اختلافی مسئلوں یعنی حیات مسیح علیہ السلام اور صداقت حضرت مرزا صاحب پر تحریری مناظرہ کرلیں۔ تاکہ عوام کو جو مولوی صاحب کے زیر اثر ہیں۔ شورش اور فتنہ انگیزی کا موقعہ نہ ملے۔ اور کارروائی مناظرہ طبع ہونے پر پبلک کو بہت کیلئے فائدہ پہونچے۔ اور اگر کسی صورت میں ہماری تحریری مناظرہ کی درخواست منظور نہ ہو۔ تو پھر قیام امن کے ذمہ دار ہو کر تقریری مناظرہ کرالیں۔ ہماری اس درخواست پر خان بہادر چودہری فضل علی خانصاحب آنریری مجسٹریٹ درجہ اول و ممبر لیجسلیٹو کونسل نے مولوی صاحب کو اپنے در دولت پر بلا کر سمجھایا کہ وہ احمدی جماعت کے برخلاف پبلک کو نہ بھڑکائیں۔ اس نصیحت کا اثر اتنا ہوا۔ کہ دو دن تک مولوی صاحب نے احمدیوں کے خلاف کچھ نہ کہا۔ مگر اس کے بعد بعض شیعہ اصحاب کی ترغیب سے (جو جلال پور جٹاں میں احمدی علماء کے مقابلہ پر شکست فاش کھا چکے ہیں۔) عوام کے میلان کو دیکھتے ہوئے اور یہ تصور کرتے ہوئے۔ کہ اگر میں احمدی جماعت کو نہ کوسوں گا۔ تو چندہ جو میں ہر لیکچر پر بطور محنتانہ وصول کرلیا کرتا ہوں۔ نہیں ملیگا۔ پھر احمدی جماعت کے برخلاف زہر اگلنا شروع کیا۔ جلسہ عام میں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اور یہاں تک کہہ دیا۔ کہ میں قیام امن کا ذمہ دار ہوں۔ احمدی جماعت مقابلہ پر آئے۔ اگر نہ آئے۔ تو ان پر زن طلاق کی زد ہے۔ یہ سنکر ہم نے ۱۳ر جولائی ۱۹۲۳ء کو شیخ عبد المالک صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی گجرات کے پاس شرائط مباحثہ لکھکر بھیجدیں۔ اور بذریعہ علیحدہ چٹھی ان کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ وہ مولوی محمد شفیع صاحب سے اور معززین شہر سے مشورہ کرکے حیات مسیح اور صداقت حضرت مرزا صاحب پر ہمارے پیش کردہ شرائط مناظرہ کو منظور کرا کر یا ان میں مناسب تغیر تبدل کرا کر مباحثہ کا انتظام کرائیں۔ ہماری چٹھی اور شرائط مناظرہ جلسہ عام میں سنائی گئیں۔ اور پھر مولوی صاحب مذکور کے پاس شیخ عبد المالک صاحب وغیرہ اصحاب کو بھیجا گیا۔ کہ وہ شرائط کا فیصلہ کریں۔ ہماری شرائط مباحثہ (جو بخوف طوالت یہاں درج نہیں کی جاتیں۔) نہایت معقول تھیں۔ اور کوئی دانا ان پر نکتہ چینی نہیں کرسکتا تھا۔ مگر چونکہ مولوی صاحب مذکور دراصل مناظرہ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ کیونکہ اس سے ان کے علم و فضل کا راز فاش ہوتا تھا اس لئے انہوں نے بجائے اس کے کہ ہمارے شرائط کو منظور کرتے۔ اپنا ایک الگ حاکمانہ شرائط نامہ پیش کردیا۔ (جو ان کا دستخطی ہمارے پاس موجود ہے۔) اور لکھ دیا۔ کہ جو شرائط میں نے لکھدی ہیں۔ میں ان میں تبدل و تغیر نہیں کرونگا۔ مولوی صاحب کی شرائط کا خلاصہ پبلک کی حیرت افزائی اور آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

۱۔ حیات وفات مسیح کا مسئلہ عیسائیوں کا ہے وہ وفات کے قائل ہیں۔ اور کفارہ کے مستحق۔ اگر اس مسئلہ پر مرزائی جماعت بحث کرے۔ تو پہلے لکھدے۔ کہ ہم عیسائی ہیں۔ احمدی نہیں۔ تب اسپر بحث ہوگی۔

۲۔ مرزا صاحب کو کافر ثابت کیا جائیگا۔ اور ان کا کفر ثابت کرنے کے لئے ان کی تصنیفات میں سے جس کتاب کا حوالہ دیا جائیگا۔ وہ کتاب احمدی جماعت کو پیش کرنی پڑے گی۔ ورنہ ساکت ہونا پڑیگا۔ اور احمدیت سے تائب ہونا پڑیگا۔ ورنہ پانسو روپیہ تاوان بھرنا پڑیگا۔

۳۔ ۱۵ منٹ میں بحث ختم ہو جائیگی۔ ۱۰ منٹ تک مناظر تقریر کریگا۔ اور ۵ منٹ تک میں بحث کرونگا یہ بحث کا فیصلہ بطور حکم کے پبلک کریگی۔ اگر پبلک نے کہدیا کہ مرزا صاحب کافر ہیں۔ تو احمدی جماعت کو تائب ہونا پڑیگا۔ اور اگر تائب نہ ہو۔ تو پانصد روپیہ تاوان بھرنا پڑیگا۔

ان شرائط پر ہم نے مفصل تنقیدی نوٹ لکھکر مولوی صاحب مذکور کے پاس بھیجے۔ اور دلائل کیساتھ ان کی ہر ایک شرط کی نامعقولیت کو ثابت کیا۔ مولوی صاحب نے اس نوٹ کے لینے سے انکار کردیا ناظرین غور فرمائیں۔ کہ مولوی صاحب کی پیش کردہ شرائط کو کون معقول آدمی منظور کرسکتا ہے۔ یہی مولوی صاحب نے جلسہ عام میں فرمایا۔ کہ میں امن ذمہ دار ہوں۔ مگر جب ہم نے امن کی ذمہ داری پر دستخط کرنے کو کہا۔ تو صاف انکار کردیا۔ کہ میں امن کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ احمدی جماعت امن کی ذمہ دار ہو پبلک جانتی ہے۔ کہ گجرات میں احمدی جماعت کے افراد مٹھی بھر ہیں۔ وہ کس طرح عام پبلک کے امن کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ وہ صرف اپنی جماعت کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ ساری پبلک کے۔ ہم نے شرائط پر

...بی لکھ دیا تھا۔ کہ شہر کے معززین امن کے ذمہ دار ہونگے ...ہر کے سرکردہ اصحاب نے بھی ذمہ داری امن لے لی ...قرآن مجید میں وفات مسیح کا مسئلہ موجود ہے۔ تو ...وی صاحب کو یہ لکھنے کا کیا حق پہنچتا تھا۔ کہ یہ مسئلہ ...سائیوں کا ہے۔ کیا قرآن مجید کا کچھ حصہ عیسائیوں کے مخصوص ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سے سروکار نہیں ہے ...لوی صاحب کا یہ عجیب تحکمانہ ارشاد تھا۔ کہ پہلے ...ی جماعت عیسائی ہونے کا اقرار کرے پھر اس مسئلہ پر ...ث ہوگی۔ جب احمدی عیسائی ہونے کا اقرار کر لیتی ...ہر قرآنی آیات پر کیوں بحث کرتے۔ اور قرآن مجید کو ...ں ماننے۔ مولوی صاحب کا منشاء اس شرط کے لکھنے کا ...ا کہ نہ احمدی جماعت عیسائی ہونے کا اقرار کرے گی ...ہ بحث ہوگی۔ کیا وہ مولوی صاحبان جو اس مسئلہ پر ...دی جماعت کے ساتھ عرصہ سے بحث کرتے رہے ہیں پہلے عیسائیت کا اقرار کراتے رہے ہیں۔ اور پھر بحث ...ع کرتے رہے ہیں۔ اگر نہیں تو اب اس انوکھی شرط لکھنے کا کیا مطلب تھا۔ حیات مسیح پر بحث کرنے سے ...و تہی کرنا۔ اور نامعقول عذر پیش کرنا ظاہر کرتا ہے مولوی صاحب حیات مسیح کے ثابت کرنے سے قاصر تھے ...ہے اس کے قائل تھے۔ مگر پبلک سے ڈرتے ہوئے ...بات کا اعلان نہیں کر سکتے تھے۔ ہم نے اپنی چٹھی میں ...ان کو سنائی گئی۔ یہ لکھ دیا تھا۔ کہ اگر مولوی صاحب ...ار کر لیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں ...ہر وفات مسیح پر بحث نہ ہوگی۔ صرف صداقت حضرت مرزا صاحب ...ث ہوگی۔ مگر مولوی صاحب نے صداقت حضرت مرزا صاحب ...ث کرنے سے بھی گریز کیا۔ اور پبلک کو بھڑکانے ...کے اس بات پر زور دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا کافر ...ثابت کیا جائیگا۔ اور اس کے ثابت کرنے کیلئے ...یح یعنی کتب بھی احمدی جماعت کو دینی ہوں گی۔ ...گردہ کتابیں جن کا حوالہ دیا جائیگا۔ پیش نہ کرینگے ...ان کو صداقت چھوڑنی پڑے گی۔ ورنہ پانصد روپیہ ...تاوان دینا ہوگا۔ ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں ...یسی لغو شرط کے پیش کرنے سے مولوی صاحب کا ...ثے سے فرار نہیں پایا جاتا۔ پھر عجیب تماشہ ہے۔ کہ

مولوی صاحب نے ان کتابوں کے نام بھی تو نہیں لکھے تھے۔ جن کا پیش کرنا ہمارے ذمہ ڈالتے تھے۔ ممکن تھا۔ مولوی صاحب کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیتے۔ جو اتفاق سے اس وقت گجرات میں نہ ہوتی یا حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات میں سے ہی نہ ہوتی۔ اور مولوی صاحب یونہی کہہ دیتے۔ کہ مرزا صاحب کی فلاں کتاب میں ایسا لکھا ہے۔

پھر مولوی صاحب نے لکھا۔ ۱۵ منٹ میں بحث ختم ہو جائیگی۔ اس سے زیادہ وقت نہیں دیا جائیگا۔ کیا ایسے اختلافی مسئلوں پر جن کے لئے کئی دن درکار ہوتے ہیں۔ ۱۵ منٹ میں بحث ختم ہو سکتی ہے اور اتنے وقت میں کوئی معاملہ صاف ہو سکتا ہے اگر نہیں۔ تو کیا مولوی صاحب کا اس شرط کو اٹل قرار دینا بحث سے پہلو تہی کرنا نہیں تھا۔ پھر سب سے کڑی اور حاکمانہ شرط مولوی صاحب نے یہ پیش کی۔ کہ ۱۵ منٹ کی بحث کا فیصلہ پبلک سنائیگی۔ پبلک سے مراد ان کی غیر احمدی مسلمان تھے۔ گویا غیر احمدی اصحاب نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ حضرت مرزا صاحب مسلمان تھے یا نعوذ باللہ کافر۔ اور اگر وہ کافر کہہ دیتے۔ تو احمدی جماعت کو تائب ہونا پڑتا۔ ورنہ پانصد روپیہ تاوان ادا کرتی۔

مولوی صاحب نے اپنے لیکچروں میں اس بات پر بڑا زور دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب معاذ اللہ کافر تھے مسلمان نہیں تھے۔ احمدی جماعت اسلام سے خارج ہے۔ ان کو بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کا پانی بند کیا جائے۔ ان کو ستایا جائے۔ بلکہ یہ بھی کہا۔ کہ جو احمدیوں کو مسلمان کہے۔ وہ بھی کافر ہے۔

لیکن ذرا غور تو کرو کیا حضرت مرزا صاحب وہ تھے جو اسلام کی تائید میں دن رات مصروف رہے۔ کئی کتب اور رسائل انہوں نے حقانیت اسلام کے ثابت کرنے کیلئے غیر مذاہب کی تردید میں لکھے۔ مخالفین اسلام کو دندان شکن جواب دئے۔ اور ایسی جماعت قائم کی۔ جو خاص اسلام کے کام میں ہمہ تن مصروف ہے۔ ایسے برگزیدہ انسان کو کافر کہنا چودھویں صدی کے مولوی صاحبان کا ہی کام ہے جن کی نسبت نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی نے لکھا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگائینگے۔ کوئی عقلمند مسلمان مولویوں کے فتووں کی پرواہ نہیں کر سکتا

ہم گجرات کی مسلمان پبلک سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے کونسا قصور کیا ہے۔ جس کی بنا پر معاوضہ بصورت چندہ دیکر مولوی محمد شفیع صاحب سے ہمارے امام اور مطاع کو گالیاں دلائی گئیں۔ کیا احمدیوں نے یہ قصور کیا۔ کہ اسلام کی تائید میں قرآن کریم کو سچا ثابت کرنے کیلئے اپنے خرچ پر گجرات میں لیکچر کرائے۔ کیا آپ لوگوں نے ان لیکچروں کو نہیں سنا۔ سچ بتاؤ۔ کیا ان سے اسلام کی تائید ہوتی تھی۔ یا تردید۔ اگر تائید ہوتی تھی تو کیا اسی واسطے احمدی جماعت پر ظلم کیا گیا۔ کہ انہوں نے کیوں اسلام کی تائید کی۔ کیا یہ ناشکری نہیں ہے۔

آہ مسلمانوں کو کیا ہو گیا۔ کہ وہ دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اور خود غرض مولویوں کے کہنے پر چلتے ہیں۔ جو وعظ کر کے اور بزرگان ملت کو گالیاں دیکر اسی وقت بطور اجرت ان سے روپیہ وصول کرتے ہیں۔

اگر آپ لوگوں کو منظور ہو۔ تو شریفانہ طریق پر صلح اور امن کے ساتھ شرائط مناظرہ طے کر کے اختلافی مسائل پر بحث کرا لو۔ لیکن آپ لوگوں کا یہ رویہ اچھا نہیں ہے۔ کہ ایک جماعت کو قلیل سمجھ کر اور اس کو جواب دینے کا موقعہ نہ دیکر اس کے درپے آزار ہو۔

خاکسار عبد العزیز سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرات

مولوی جودت کون ہیں

مندرجہ بالا مضمون میں جس مولوی کا ذکر ہے اس کی نسبت حسب ذیل مضمون ۱۲ راگست کے روزنامہ زمیندار میں شائع ہوا ہے۔

کوئی پندرہ دن سے ایک متوسط العمر ہندوستانی مولوی صاحب شہر گجرات پنجاب میں تشریف فرما ہیں۔ جو شہر کے مختلف محلوں میں کئی دن سے علیحدہ علیحدہ

موضوع پر بطور وعظ لیکچر دے رہے ہیں۔ آپ کو علم موسیقی میں بھی دسترس ہے۔ آپ اپنے آپکو شاعر بھی بتلاتے ہیں۔ بسلسلہ گفتگو میں ہمیشہ اپنے آپ کو اپنے تخلص "جودت" سے نامزد کیا کرتے ہیں۔ ہر رات کے لیکچر کے بعد اہل محلہ پچیس تیس روپیہ کی معقول رقم مولوی صاحب کی استدعا پر بطور چندہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے اپنی ابتدائی تقریر میں بیان کیا تھا۔ کہ وہ ضلع میرٹھ کے ایک متمول زمیندار ہیں۔ ان کا فرزند ابتدائے تحریک عدم تعاون کے وقت نائب تحصیلدار تھا۔ اسی تحریک میں اس نے سرکاری ملازمت ترک کر دی۔ چھوٹا لڑکا سرکاری سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ اس نے سرکاری مدرسہ چھوڑ دیا مولوی صاحب اس بات کا بھی اپنی تقاریر میں افشا کیا کرتے ہیں۔ کہ معاملات خلافت میں وہ خود بھی قید ہو چکے ہیں۔ اب ایک قومی سکول کیلئے جو ایک باقاعدہ اسلامی انجمن کے تحت ضلع میرٹھ میں چل رہا ہے۔ اور جس کی ایک شاخ فتنہ ارتداد کا مقابلہ ضلع آگرہ میں تبلیغی طور سے کر رہی ہے۔ چندہ جمع کرنے آئے ہوئے ہیں۔ اس عرصہ میں علاوہ روزانہ رقوم کے شہر کے دو تین مسلم رؤسا نے مولوی صاحب کی دعوت کے بعد اچھی اچھی رقوم بھی بطور چندہ دی ہیں۔ اس وقت تک مولوی صاحب کے پاس تقریباً چھ یا سات سو روپیہ کی ایک معقول رقم جمع ہو چکی ہے۔ اور روزانہ علاوہ شہر گجرات کے دیہات میں بھی ان کے وعظ کا چرچا ہو چلا ہے۔ خدا کے فضل سے چندہ کی رقم روز بروز بڑھ رہی ہے۔ لیکن آجتک مولوی صاحب نے اس فراہمی چندہ کا کسی قومی اخبار میں اعلان تک نہیں کرایا۔ نہ اخبارات میں کوئی ایسا اعلان دیکھنے میں آیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا کہ واقعی مولوی صاحب فلاں مصدقہ و مسلمہ انجمن کی طرف سے قومی سکول و فتنہ ارتداد کے لئے فراہمی چندہ کی غرض سے مامور ہیں۔ اس لئے ناظرین میرٹھ یہ چند سطور پڑھ کر امور ذیل پر روشنی ڈالیں۔ تا کہ عوام کے شکوک رفع ہوں۔ اور مزید فراہمی چندہ میں امداد دی جائے۔

۱۔ مولوی صاحب کس انجمن یا جماعت اسلامیہ کی طرف سے فراہمی چندہ کے لئے امور ہیں۔

۲۔ اس انجمن نے کہاں سکول قائم کر رکھا ہے؟ انجمن کے سرپرست کون صاحب ہیں؟

۳۔ فتنہ ارتداد کے متعلق وہ انجمن جس کے لئے مولوی صاحب چندہ جمع کر رہے ہیں۔ کہاں کام کر رہی ہے

۴۔ آیا مولوی صاحب کے فرزند واقعی نائب تحصیلدار تھے۔ اور عدم تعاون کی تحریک میں ملازمت سے دست کش ہو گئے تھے؟ مولوی صاحب خود بھی قید ہو چکے ہیں۔ یا نہیں؟ مولوی صاحب کا مسکن کہاں ہے۔ اور حیثیت کیا ہے۔؟

مرزا قاسم بیگ گورنمنٹ پنشنر۔ از گجرات پنجاب

زنانہ وارڈ کا سنگ بنیاد

الحمد للہ کہ مورخہ یکم اگست ۲۳ء زنانہ وارڈ کا سنگ بنیاد حضرت ام المومنین علیہا السلام کے بابرکت ہاتھوں سے رکھا گیا۔ آپنے بمعیت ممبرات لجنہ و دیگر مستورات کمال مہربانی و شفقت مادرانہ سے دیر تک نور ہسپتال میں دعاء فرمائی۔ احمدی بہنوں نے چندہ دینے میں حصہ لیا۔ گو اس سے پہلے بھی بیرونی محترم بہنوں نے اس ثواب میں بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ مگر اب حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے چونکہ اپنے خطبہ میں اظہار خوشنودی فرمایا ہے کہ برلن مسجد ہماری کمزور جماعت کے کمزور حصہ نے بنانے کا سامان کر لیا مگر اس لئے اس خوشی کا شکریہ اس صورت میں ادا کرنا چاہیئے کہ زنانہ وارڈ جو اپنی ہی بہتری کا ذریعہ ہے۔ وہ اپنے پاکیزہ مالوں میں سے جلد سے جلد بنوا دیا جاوے۔ اگر ہر ایک احمدی بہن ایک روپیہ بھی اپنے حصہ میں لے تو بھی انشاء اللہ بہت سی امداد مل سکتی ہے۔

معزز خواتین چندہ بہت جلد دفتر محاسب میں بھیجوائیں۔ (کوپن پر زنانہ وارڈ کے لئے لکھنا چاہیئے۔) کیونکہ اب کمرہ بننا شروع ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ محترم بہنیں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام و حضرت ام المومنین علیہا السلام کی خوشنودی کا باعث بنینگی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک احمدی بہن...

مختصر تازہ خبریں

—— ۲۶ جولائی کو میرٹھ میں ہندو مسلمانوں کا فساد ہوا۔ فساد کی وجہ ایک ہندو مندر کے قریب کی مسجد میں مردہ سؤر کا پایا جانا ہوئی۔ طرفین کے بہت سے لوگ زخمی ہوئے جن میں سے ایک ہندو مر چکا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ ہندو کھٹیکوں نے اقرار کر لیا ہے۔ کہ ایک ہندو ساہوکار نے روپیہ کا لالچ دیکر ان سے مسجد میں سؤر پھنکوایا۔

—— الہ آباد کے قریب گریداں گاؤں میں عید کے دوسرے دن قربانی گاؤ کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں فساد ہوا۔ دو مسلمان مارے گئے۔

—— میرٹھ کے قریب موضع بسالہ میں عید کے موقع پر فساد ہوا۔ بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور کئی جان بحق ہوئے۔

—— مرکزی خلافت کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ مسٹر محمد علی اگست کے آخر میں بیجاپور جیل سے رہا ہونگے۔

—— امریکہ کے موجود پریذیڈنٹ مسٹر ہارڈنگ بیمار ہیں۔ اور ان کی حالت تشویش انگیز ہے۔

—— افواہ ہے۔ کہ نیشن لاہور کو انگالی اپنے پراپیگنڈا کے لئے خریدنے والے ہیں۔

—— ملاپ لکھتا ہے۔ کہ شرومنی گوردوارہ کمیٹی کے پاس ۱۸ درخواستیں ایسی آئی ہیں۔ جن میں عورتوں کی گم شدگی کا ذکر ہے۔ یہ گاڑسیوا کے سلسلہ میں امرتسر آئی تھیں۔ مگر ابھی تک اپنے گھروں میں واپس نہیں پہونچیں۔

—— سردار کرم سنگھ سکرٹری بیجار رکھشک کمیٹی نابھہ کا ایک طویل تار اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کی معزولی سے رعایا نابھہ کو کوئی رنج نہیں۔ بلکہ خوشی ہے۔ تار میں مہاراجہ صاحب کے خلاف نہایت سنگین الزام لگائے گئے ہیں۔ اور تحقیقات کیلئے گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے کمیشن کے تقرر کی درخواست کی گئی ہے۔

—— ملکہ صاحبہ نابھہ کے نابالغ لڑکے کو ان کا سرپرست منتخب کیا گیا ہے۔

—— گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جونہی حالات اجازت دینگے۔ نابھہ میں انتظام کے لئے ایک کونسل مقرر کی جائیگی۔

—— سر لیزلی ولسن گورنر بمبئی مقرر ہوئے ہیں۔

—— ۲۹ رجولائی کو دہلی میں جمنا کے کنارے پیٹرول کے گودام پر بجلی گری۔ تمام پیٹرول جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ کئی ہزار کا نقصان ہوا۔

—— فرخ آباد میں ایک ہندو عورت نے خاوند کے مرنے پہ کوئیں میں گر کر جان دیدی۔ آریہ اخبار اسے ستی قرار دے رہے ہیں۔

—— گجرات کے ہندو میونسپل کمشنر ان مستعفی ہوگئے ہیں۔

—— سہارنپور میں ایک ہندو چتا میں سے جلتی ہوئی لاش نکالکر اس کا گوشت کھاتا ہوا گرفتار ہوا۔

—— امرتسر میں ایک اکالی گرفتار ہوا۔ جس کے بستر سے جس تلواریں برآمد ہوئیں۔

—— گذشتہ دنوں بمبئی کے ایک سیٹھ کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ اس نے شدھی سبھا کو دو لاکھ روپیہ دان دیا ہے۔ سیٹھ مذکور نے اسکی تردید کرتے ہوئے اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ کہ میں نے صرف دو سال کیلئے سات سو روپیہ ماہوار چندہ لکھا ہے۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ ضلع آگرہ کے ایک سے زیادہ مواقع پر رسم شدھی پر اسلحہ لے جائے گئے ہیں۔ اس لئے میں زیر دفعہ ۱۴۴ ہدایت کرتا ہوں۔ کہ دو ماہ تک کوئی شخص جو بھی ضلع آگرہ کی حدود کے اندر جبکہ وہ رسم ارتداد میں شریک ہو۔ کسی قسم کا آتشیں اسلحہ یا تلوار یا برچھی نہ لے جائے۔

—— اخبار تیج کا بیان ہے۔ کہ اب کے دہلی میں ۱۸۶ گائیں عید پر قربان کی گئیں۔ بمقابلہ سال گذشتہ ۷۶ کی زیادتی ہوئی۔

—— ڈاکٹر انصاری صاحب نے بحیثیت صدر مجلس خلافت خلیفہ ترکی اور کمال پاشا کو صلح کی تقریب پر مسلمانان ہند کی طرف سے مبارکباد کا تار بھیجا ہے۔

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہار

لبت ڈول

از عدالت جناب میاں عبدالمجید خان صاحب بہادر ڈھلواں اضلاع بٹالہ قدرت ناتھ ولد کانشی رام و درگا دیوی بیوہ مرن گوپال سکنہ ڈھلواں مدعیان

بنام

متھرا داس ولد روڑا مل سکنہ کرتار پور و فوجا سنگھ ولد عطر سنگھ جٹ سکنہ ڈھلواں مدعا علیہم

دعویٰ دخل یابی اراضی

معہ کنال ذجیلکاری قسم دوئم واقعہ رقبہ ڈھلواں

چونکہ مدعا علیہم کو بذریعہ سمن طلب کیا گیا۔ مگر وہ عمداً حاضری عدالت سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگر وہ تاریخ مقررہ یکم اسوج ۱۹۸۰ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جوابدہی نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاویگی۔

(مہر عدالت) دستخط افسر

مکمل صحیح بخاری کا اردو ترجمہ مفت

علماء اسلام کا یہ متفقہ قول ہے۔ کہ قرآن شریف کے بعد اگر کوئی کتاب صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے تو وہ بخاری شریف ہے۔ اسکی جامعیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کتاب میں تین ہزار نو سو تیرہ باب ہیں۔ جو تیس جلدوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ ہم نے مترجم قرآن شریف کی طرح ایک سطر میں عربی معہ زیر زبر اس کے نیچے بامحاورہ اردو میں ترجمہ چھپوانا شروع کر دیا ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے دو جلد ہر مہینہ شائع کرنیکا انتظام کرلیا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہر جلد کی قیمت معہ محصول ڈاک ۔ یہ مکمل کتاب کا ۲ ہزار صفحہ کا اندازہ ہے مگر جو اصحاب ایک روپیہ پیشگی بھیجکر اپنا نام درج رجسٹر کرا کر انکو ہر ماہ دو جلدیں بذریعہ وی۔ پی روانہ کر دئے جایا کریں تاکہ وہ آہستہ آہستہ مکمل کتاب بھی حاصل کرلیں۔ اور قیمت بار بھی ان پر محسوس نہ ہو۔ جلدی کیجئے۔ کیونکہ کتاب خریداروں کی تعداد کے مطابق ہی شائع ہوگی۔ دس خریدار مہیا کرنے والے کو ایک مکمل کتاب مفت ملیگی۔ منگوانیکا پتہ

منیجر روزانہ اخبار دعوت اسلام کوچہ پنڈت دہلی

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جو امراض شکم خاصکر قبض کیلئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال فرمایا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اس لئے کم از کم اس کی ایکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت ہمراہ نیم گرم پانی یا دودھ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ شکایت رفع ہو جائیگی۔ قیمت گولیاں فی سینکڑہ معہ محصولڈاک عمر

عزیز ہوٹل قادیان

امیر المجاہدین کیا فرماتے ہیں؟

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور سابق سورن سنگھ دودان بربیچاری کی جدید معرکۃ الآرا تصنیف آریہ مذہب کی حقیقت کے متعلق امیر المجاہدین جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سیال میدان ارتداد سے لکھتے ہیں:۔ "موجودہ فتنہ کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ میں نے دو درجن منگوانے کیلئے لکھدیا ہے"۔ اگر آپ نے یہ کتاب نہیں پڑھی تو آج ہی خط لکھدیجئے۔ قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

عمارتی لکڑی

کے خریداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہماری دکان سے ہر قسم کا مال از قسم دیار۔ اشند۔ پڑتل چیلی وغیرہ مل سکتا ہے۔ اس لئے عام احمدی احباب کی اطلاع کے لئے التماس ہے۔ کہ بوقت ضرورت ہمارے ساتھ خط وکتابت کریں۔ انشاء اللہ العزیز مال میں ہر طرح سے کفایت ہوگی۔

المشتہر

عبدالمجید عبدالرحیم سوداگران چوب جہلم

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)